مقالہ نگاری کے مختلف مراحل: کتب تحقیق کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Different stages of Thesis writing: An Analytical Study in the light of Research Books

Dr. Zill e Huma
Assistant Professor
Lahore College for Women University (LCWU), Lahore
Email: huma_ahsan77@yahoo.com

ABSTRACT

No one can deny the importance of research. Our religion Islam has ordered us to research in every matter. Allah Almighty says in Holy Quran: " يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا" In the same way the Holly Prophet (P.B.U.H) said: " كَفَى بالمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ Research holds the key to knowledge expansion. It opens doors to new possibilities and reveals strategies to solve complex problems. It can enhance the ability of the students to come up with information about a topic by deeply investigating the subject matter. Every researcher has to pass through a systematic process during his/her research of BS, MS or PhD There are many different stages of thesis writing. Expertise of research have mentioned these stages in their books. This article deals with these different stages of thesis writing.

Keywords: Stages, Thesis writing, Analytical, Research Book

ذہین آدمی غور و فکر کا عادی ہوتا ہے زندگی کے عام مسائل سے متعلق عموماً اور جن مسائل سے اسے دلچسپی ہوتی ہے ان سے متعلق خصوصاً وہ سوچتا رہتا ہے یا سوچنے پر مجبور ہوتا ہے۔ وہ فطرتاً ترقی پسند ہے اور اپنے حالات کو بدلنا یا بہتر بنانا چاہتا ہے، اس لیے اس کے دماغ میں نئے نئے مسائل پیدا ہوتے ہیں یا پرانے مسائل سے متعلق نئے نئے پہلو اور شکوک اس کے سامنے آتے ہیں وہ ان مسائل کو حل کرنا یا شکوک کو دور کرنا یا یقین سے بدلنا چاہتا ہے۔ یہیں سے تحقیق کی ابتدا ہوتی ہے۔

Dr. Muhammad Reza Hafezina نے تحقیق کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

> "The object of researching efforts of man to obtain more knowledge, is based on factors like natural and instinctive needs of man to know things and also to have security of his life needs."[1]

تحقیق ایک جامع، مربوط اور مسلسل عمل ہے۔ یہ ابتدائے آفرینش سے تخلیق انسانی کا جزو لاینفک اور ہمارے اسلاف کا طرۂ امتیاز ہے۔ سیرت نگاری اور نقد حدیث کے لیے انھوں نے ایسے اصول وضع کیے جن کی روشنی میں تحقیقات کے ذریعے اسماء الرجال کا ایسا عظیم الشان فن تیار ہو گیا جس کی مثال دنیا کے کسی لٹریچر میں دستیاب نہیں۔ ہر طالب علم کو دوران تحقیق ایک باضابطہ عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس مضمون میں ماہرین تحقیق کی کتب کی روشنی میں مقالہ لکھنے کے مختلف مراحل پیش کیے جا رہے ہیں۔

تحقیق کا معانی و مفہوم:

لغوی معانی:

تحقیق عربی زبان کا لفظ ہے۔ یہ باب "تفعیل" سے مصدر ہے اس کے اصلی حروف ح۔ق۔ق ہیں۔ اس کا مطلب ہے حق کو ثابت کرنا یا حق کی طرف پھیرنا۔ کہا جاتا ہے: "حقق فلان"
فلان نے تحقیق کی یعنی اصلیت کو معلوم کیا، دریافت کیا، کھوج لگایا اور حقیقت کو ثابت کیا۔[2]

انگریزی لغات میں بھی "Research" تفتیش اور نئے حقائق کی دریافت کے معانی میں استعمال ہوا ہے:

"Research a systematic search for facts, scientific investigation-"[3]

McLeod-William T: نے ریسرچ کی تعریف ان الفاظ میں ہے:

"Systematic investigation to establish facts or collect information on a subject-"[4]

اصطلاحی معانی:

عبدالحمید خان عباسی تحقیق کی صطلاحی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

"اصطلاح میں تحقیق کے معنی ہیں کسی تعلیمی مسئلہ (موضوع) کے بارے میں ایسے اسلوب سے کھوج لگانا تاکہ اس کی اصلی شکل خواہ معلوم ہو یا غیر معلوم، اس طرح نمایاں ہو جائے کہ کسی قسم کا ابہام نہ رہے۔"[5]

ڈاکٹر نجم الاسلام لکھتے ہیں:

"تحقیق ایک انداز فکر کے اثر سے پروان چڑھتی ہے جو ہمیں چیز کی حقیقت و حکمت جاننے کی طرف مائل کرتا ہے اور بیانات یا امور کی اصلیت کا کھوج لگانے پر آمادہ کرتا ہے۔ یہی علم کا منبع ہے یہی اس کی توسیع یا اضافے کا وسیلہ ہے۔"[6]

ڈاکٹر محی الدین ہاشمی کے نزدیک:

"تحقیق پیش آمدہ مسائل کے مطالعے اور ان کا مبنی بر حقائق حل تلاش کرنے کا نام ہے۔"[7]

ڈاکٹر غازی عنایت نے علمی تحقیق کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے:

"منظم جستجو اور کھوج جس میں علمی حقائق کے لئے متعین شدہ اسالیب اور علمی مناہج اختیار کئے جائیں اور جس سے مقصود ان علمی حقائق کی صحت یا ان میں اضافہ ہو۔"[8]

ڈاکٹر گیان چند تحقیق کی متعدد تعریفات بیان کرنے کے بعد استنباطاً لکھتے ہیں:

"گویا ریسرچ ایک حقیقت پنہاں یا حقیقت مبہم کو افشا کرنے کا باضابطہ عمل ہے۔ اور اسی تعریف سے تحقیق کا مقصد بھی صاف ہو جاتا ہے۔ نا معلوم یا کم معلوم کو جاننا یعنی جو حقائق ہماری نظروں کے سامنے نہیں ہیں، انہیں کھوجنا، جو سامنے تو ہیں لیکن دھندے ہیں۔ ان کی دھند دور کر کے انھیں آئینہ کر دینا۔"[9]

ڈاکٹر محمد ہارون قادر متعلقہ جمع شدہ مواد سے کوئی نتیجہ اخذ کرنے کو تحقیق قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تحقیق سے مراد کسی شے کی حقیقت کا اثبات، حقائق کی بازیافت، حقائق کا تعین، اور ان کے نتائج کا اخراج، حق کی تلاش، حق کی جستجو، تحیر یا شک کو دور کرنا، یقین کو حاصل کرنا، بار بار تلاش اور جستجو کرنا تا کہ حقیقت اور حق واضح ہو جائے۔ موجودہ دور کی سائنسی ایجادات تحقیق کی ہی مرہون منت ہیں لیکن مواد جمع کرنا ہی تحقیق نہیں ہے بلکہ متعلقہ جمع شدہ مواد سے کوئی نتیجہ اخذ کرنا تحقیق کہلاتا ہے۔"[10]

تحقیق کے لوازم:

لوازم سے مراد وہ امور ہیں جن کا اہتمام کرنا ایک محقق کے لیے ضروری ہے۔ فن تحقیق کے ماہرین نے درج ذیل لوازمات کو تحقیق کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔

تحقیق کو بطور زندگی اپنانا	سچی لگن	مختلف علوم سے واقفیت
اہم مصادر و مراجع سے واقفیت	زبانوں سے واقفیت	حصول مواد کے ذرائع سے واقفیت
حقائق کی تلاش اور چھان پھٹک	مواد کی ترتیب و تنظیم	مقالہ کی تسوید و پیشکش[11]

محقق کے لیے بنیادی لوازم:

فن تحقیق کے ماہرین نے محققین میں درج ذیل اوصاف کا پایا جانا ضروری قرار دیا ہے۔

حق گوئی کی صفت سے متصف ہونا	غیر متعصب و غیر جانبدار ہونا
ہٹ دھرم و ضدی نہ ہونا	تحقیق کو دنیاوی مقاصد کے حصول کا ذریعہ نہ بنانا
دلچسپی اور محنت سے مزین ہونا	فضیلت صبر سے متصف ہونا
متوازن و معتدل ہونا	اخلاقی جرات کا مظاہرہ کرنا
مطالعہ کا وسیع ہونا	نقاد ہونا[12]

تحقیقی مقالہ کا مفہوم:

ڈاکٹر گیان چند تحقیقی مقالہ کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں:

" تحقیقی مقالہ وہ تحریر ہے جس میں زیر تحقیق موضوع کے متعلق جملہ مواد کو پیش کیا جاتا ہے، پرکھا جاتا ہے اور اس کے بعد مناسب نتائج اخذ کیے جاتے ہیں۔"[13]

ڈاکٹر احمد شلبی نے Arthur Cole کے حوالے سے تحقیقی مقالہ کی تعریف یوں کی ہے:

" تقرير واف يقدمه باحث عن عمل تعهده وأتمه، على أن يشمل التقرير كل مرحل الدراسة منذ كانت فكرة حتى صارت نتائج مدونة، مرتبة، مويدة بالحجج والا سانيد۔"[14]

" تحقیقی مقالہ اس مکمل رپورٹ کو کہتے ہیں جسے کوئی محقق اپنے تحقیقی کام کو کامیاب تکمیل کے بعد پیش کرتا ہے۔ یہ رپورٹ مطالعے کے تمام مراحل کا احاطہ کرتی ہے، یعنی موضوع کے متعلق ابتدائی سوچ سے لے کر تحقیق کے نتیجے میں حاصل ہونے والے نتائج تک کو دلائل و براہین کی روشنی میں مرتب و مدون کر کے پیش کیا جاتا ہے۔"

مفتی روح اللہ کشمیری نے مقالہ کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

"مقالہ ایک ایسی مستند تحقیقی تحریر کو کہتے ہیں جس میں مقالہ نگار کسی معین موضوع پر دلائل اور مشاہدات پیش کریں۔"[15]

ابو حامد خلیل احمد نے بھی مقالہ کی تعریف انہی الفاظ میں کی ہے۔[16]

معیاری تحقیقی مقالہ کی خصوصیات:

فن تحقیق کے ماہرین کے نزدیک ایک معیاری تحقیقی مقالہ وہ ہوتا ہے جن میں درج ذیل تحقیقی اصولوں کو پیش نظر رکھا گیا ہو۔

- مواد کو مرتب اور منظم انداز میں پیش کیا گیا ہو۔
- مقالہ کا اسلوب تحریر معیاری ہو۔
- تحقیقی مقالے کی زبان عام فہم، سادہ اور دلکش ہو۔
- معیاری مقالہ وہ ہوتا ہے جس کے جملوں میں عام فہم، سادہ اور مناسب و موضوع الفاظ کا استعمال موقع و محل کے مطابق کیا گیا ہو۔
- مقالہ کلمات کے تکرار سے خالی ہو۔
- مناسب اختصار معیاری مقالہ کی خصوصیات میں سے ہے جس قدر مقالہ میں کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ مفہوم ادا ہو سکتا ہو اتنا ہی بہتر ہے۔

- معیاری مقالہ وہ ہوتا ہے جس کی تیاری میں محقق نے موضوع سے متعلقہ مواد کا خوب توجہ اور گہرائی سے مطالعہ کیا ہو۔ اپنے موضوع پر یا اس سے ملتی جلتی کتب، تحقیقی مقالوں اور مضامین سے بھرپور استفادہ کیا ہو۔
- مقالہ میں کسی نہ کسی قسم کی جدت اور نیا پن پایا جاتا ہو۔
- اقتباسات کی صورت میں دوسروں کی آراء یا عبارت نقل کرنے میں خوب احتیاط اور دقت نظر سے کام لیا گیا ہو۔
- مقالے کے جملے آپس میں باہم مربوط ہوں۔
- تحقیق کے مقررہ اصولوں کے مطابق حواشی و حوالہ جات کا اہتمام کیا گیا ہو۔
- مقالے کی عمدہ کتابت اور جلد بندی اس کے معیاری ہونے کا ایک ثبوت ہے۔[17]

تحقیقی مقالہ کی ہیئت:

تحقیقی مقالہ درج ذیل اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے۔

- سرورق
- بسم اللہ الرحمن الرحیم
- سپروائزر کا خط
- حلف نامہ
- ملخص مقالہ (Abstract)
- ہدیہ تشکر
- فہرست مضامین
- ابواب
- خلاصہ بحث
- ملحقات اور ضمیمے
- مصادر و مراجع کی فہرست[18]

تحقیقی مقالے کے مراحل:

تحقیق کے طالب علم کو مقالہ لکھنے کے لیے درج ذیل مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔

- موضوع تحقیق کا انتخاب
- موضوع تحقیق کا خاکہ
- متعلقہ مواد کا جائزہ
- حصول مواد کے وسائل
- مطالعہ اور نوٹ لینا
- مواد کی پرکھ اور حزم و احتیاط
- ترتیب مواد
- تسوید مقالہ
- تسوید ثانی
- تبییض
- زبانی امتحان

ڈاکٹر خالق داد ملک نے اپنی کتاب میں مقالہ نگاری کے درج ذیل پانچ مراحل انتخاب موضوع، خاکہ تحقیق کی تیاری، مصادر و مراجع کی تحدید، علمی مواد کی جمع آوری اور مقالہ کی تسوید و تحریر ذکر کیے ہیں۔[19]

ڈاکٹر محمد باقر خاکوانی نے انسانی زندگی کے اس دنیا میں سات مراحل (تراب، نطفہ، علقہ، مضغہ، طفولیت، جوانی اور موت)[20] سے مناسبت رکھتے ہوئے تحقیقی مقالہ کے سات مراحل موضوع کا انتخاب، موضوع کے مطابق خاکہ تیار کرنا، خاکہ کو منظوری کے لئے پیش کرنا، خاکہ کی منظوری کے بعد مقالہ تحریر کرنا، مقالہ مکمل کر لینے کے بعد متعلقہ ادارہ میں اسے جمع کرانا، مقالہ کی ممتحنین سے رپورٹیں آنے کے بعد ان کی ہدایات کے مطابق اس میں تصحیح کرنا اور زبانی امتحان کی تیاری کر کے اس میں کامیاب ہونا بیان کیے ہیں۔[21]

ذیل میں ان تمام مراحل سے متعارف کروایا جارہاہے۔

1۔ موضوع تحقیق کا انتخاب

تحقیق کا سب کا پہلا قدم موضوع کا انتخاب ہے اس کے بغیر تحقیق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تحقیق کی افادیت کا دارو مدار ہی انتخاب موضوع پر ہوتا ہے۔ موضوع جس قدر اہم ہو گا تحقیق اسی قدر مفید ہو گی۔ اس مقصد کے حصول کے لیے محقق کو چاہیے کہ خود کو مطالعے کا عادی بنائے کیونکہ مطالعہ ہی کسی موضوع کے انتخاب میں مدومعاون ثابت ہوتا ہے اور مطالعہ ہی سے کسی عنوان کے متعلق معلوم کیا جاسکتا ہے کہ اس پر کام کرنے کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ عبد الحمید خان عباسی موضوع کے انتخاب کو اہم مرحلہ گردانتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "تحقیقی عمل میں سب سے اہم اور مرکزی نقطہ موضوع کا انتخاب ہے اور صحیح طور پر موضوع کا انتخاب ہو جائے تو گویا آدھا کام ہو گیا"۔[22]

عبد الستار دلوی اسی سیاق میں رقمطراز ہیں:

> "تحقیقی عمل کا یہ اولین اور اہم ترین مرحلہ ہے صحیح موضوع کا انتخاب کر لینے پر محقق کو اپنے کام کے لئے زیادہ دلچسپی اور جوش عمل پیدا ہو جاتا ہے اور اسے اپنا کام کرنے کی تحریک ملتی ہے۔"[23]

ڈاکٹر خالق داد ملک نے انتخاب موضوع کے دو طریقے ذکر کیے ہیں:

- **محقق کی طرف سے موضوع کا انتخاب**
- **نگران استاد کی طرف سے موضوع کا انتخاب**[24]

ڈاکٹر افخار احمد خان نے ایک تیسرا طریقہ بھی ذکر کیا ہے جس میں شعبہ / ادارہ / جامع کی طرف سے منتخب کردہ عناوین پر مقالات لکھوائے جاتے ہیں اور طلبہ کو انہی کو موضوع تحقیق بنانا ہوتا ہے۔[25]

ڈاکٹر ظفر الاسلام خان نے محقق کے لئے خود موضوع کے انتخاب کو مناسب قرار دیا ہے۔[26]

فن تحقیق کے ماہرین نے اس انتخابی عمل میں ایک محقق کے لیے درج ذیل امور کو پیش نظر رکھنا ضروری قرار دیا ہے۔

i. موضوع کے انتخاب میں محتاط روش

طالب علموں کو تحقیق کا موضوع منتخب کرتے وقت سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے۔ اور اس میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ ایسا رویہ محقق کو پریشانیوں سے دوچار کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ جیسا کہ پروفیسر محمد عارف رقمطراز ہیں:

"موضوع کا انتخاب ہر گز جلد بازی سے نہ کریں۔ اکثر طالب علم پہلے دلکش لگنے والا موضوع فوراً چن لیتے ہیں پھر حل طلب مسئلہ کو طے کیے بغیر لائبریری کو بھاگتے اور شیلف پہ شیلف کتابوں سے خالی کرتے ہوئے غیر ضروری نکات درج کر بیٹھتے ہیں۔ کافی دنوں بلکہ مہینوں کے بعد انھیں ادراک ہوتا ہے کہ منصوبہ ان کے قابو سے باہر اور ان کا کام واضح جہت سے عاری ہے اور المیہ یہ ہے کہ واپسی اور از سر نو آغاز کے لیے ان کے پاس مہلت بھی نہیں ہے۔"[27]

ii. محقق کی ذاتی دلچسپی

موضوع ایسا ہو چاہے جس میں محقق کی ذاتی دلچسپی بھی ہو۔ اس لیے ماہرین تحقیق کی رائے ہے کہ محقق موضوع کا انتخاب خود کرے تو بہتر ہے وگرنہ اسے پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس سلسلے میں عبد الحمید خان عباسی لکھتے ہیں:

" محقق میں تحقیق کا ذوق و شوق ہو اور جس مسئلہ (موضوع) پر وہ کام کر رہا ہے، اس کے ساتھ اس کی دلچسپی ہو"۔[28]

ڈاکٹر گیان چند محقق کی ذاتی دلچسپی کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"محقق کو موضوع سے دلچسپی ہونی چاہیے یہ اس کے رجحان کے مطابق ہو بصورت دیگر تحقیق کا کام محقق کے لیے مشکل اور باعث تکلیف ہو جائے گا۔"[29]

ڈاکٹر اسلم ادیب محقق کی ذاتی دلچسپی کی افادیت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"موضوع کے انتخاب میں ذاتی دلچسپی کا اہم دخل ہے کیونکہ محقق کی ذاتی دلچسپی کے بغیر تحقیق کو معیاری سطح پر مکمل کرنا ممکن نہیں۔"[30]

ڈاکٹر محمد ہارون قادر نے بھی اسی پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"موضوع کا انتخاب اور تلاش محقق کو اپنی صلاحیت، دلچسپی اور پسند کی روشنی میں کرنا چاہیے اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اس کی تحقیق کبھی بھی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچے گی اور نہ ہی وہ مفید نتائج حاصل کر سکے گا۔"[31]

پروفیسر خالق داد ملک نے بھی محقق کی موضوع میں دلچسپی اور رغبت کو ضروری قرار دیا ہے۔[32] محقق کو اگر اپنے موضوع سے لگاؤ ہو گا تو وہ اپنے مقالہ کی تکمیل میں درپیش تمام دشواریوں کو برداشت کرے گا۔ جیسا کہ ڈاکٹر عطش درانی لکھتے ہیں:

"اگر اس کو کسی مسئلے یا عنوان سے خاص اور ذاتی لگاؤ ہے تو وہ اس کی تحقیق میں موجود دشواریوں اور دقتوں کو بھی برداشت کرے گا اور سخت محنت و مشقت سے اپنی ذاتی دلچسپی کی تسکین کرے گا۔"[33]

موضوع سے محقق کی عدم دلچسپی کے دوررس مضر نتائج کو عبد الرزاق قریشی یوں بیان کرتے ہیں:

"بعض اوقات پی ایچ ڈی کے طلبہ موضوع کا انتخاب خود نہیں کرتے بلکہ اپنے رہنما یا کسی اور فاضل شخص سے کراتے ہیں چونکہ موضوع کے انتخاب میں ان کی ذاتی دل چسپی کو دخل نہیں ہوتا اس لیے وہ کچھ دور چل کر بھٹک جاتے ہیں اور منزل مقصود تک پہنچ نہیں پاتے یا گرتے پڑتے پہنچتے ہیں۔"[34]

iii. موضوع قارئین کے لیے دلچسپی کا باعث ہو

محقق کو چاہیے کہ وہ تحقیق کے لیے ایسا موضوع منتخب کرے جو قارئین کے لیے دلچسپی کا باعث ہو۔ ورنہ تحقیق بے سود ہو گی۔ اسی پس منظر میں عبد الحمید خان عباسی لکھتے ہیں:

"موضوع ایسا ہو کہ اشاعت کے بعد خاص وعام دونوں نوعیت کے قارئین کی اس میں دلچسپی ہو۔"[35]

ڈاکٹر گیان چند نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا ہے۔[36]

iv. مواد کی دستیابی

محقق کو ایسا موضوع نہیں منتخب کرنا چاہیے جس کے لیے مواد کی فراہمی کے امکانات کم ہوں۔ جیسا کہ ڈاکٹر گیان چند نے بیان کیا ہے:

"سندی تحقیق کے لئے ایسا موضوع لینا چاہیے جس پر کافی مواد مل سکے یہ نہ ہو کہ پوری مدت تحقیق غیر موجود مواد کی تلاش ہی میں گذر جائے۔"[37]

ڈاکٹر محی الدین ہاشمی اس ضمن میں بیان کرتے ہیں:

"یہ بھی ضروری ہے کہ اس موضوع پر کافی مواد دستیاب ہو اور اس مواد پر رسائی بھی ممکن ہو۔"[38]

v. کثرت مواد

محقق کو کسی ایسے موضوع پر تحقیق نہیں کرنی چاہیے جس کے بارے میں کثیر مواد موجود ہو۔ مواد کی کثرت بسا اوقات محقق کے لیے موجب پریشانی بن جاتی ہے جیسا کہ عبد الرزاق قریشی لکھتے ہیں:

"جس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور آسانی سے مواد مل سکتا ہے نوجوان محقق کو اس انتخاب سے بچنا چاہیے کیونکہ جب مواد کی کثرت ہو گی تو اس کا ترتیب دینا اور نتیجہ اخذ کرنا مشکل ہو گا اور اگر یہ ہو بھی جائے تو ناتجربہ کاری کی وجہ سے اس میں جدت پیدا کرنا مشکل ہو گا۔"[39]

vi. موضوع نیا اور اہم ہو

موضوع ہمیشہ نیا ہونا چاہیئے پرانے موضوعات کو دہرانا بے سود ہے۔ ڈاکٹر اسلم ادیب اس پہلو کی طرف روشنی ڈالتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

"موضوع کی جدت سے مراد اس کا بالکل نیا ہونا نہیں بلکہ کسی پہلے سے تحقیق شدہ مسئلے کو ایسے پہلو سے دیکھنا ہے کہ اس مسئلے کا پہلے اس زاویے سے جائزہ نہ لیا گیا ہو۔۔۔ جدت سے مراد کلی طور پر نیا مسئلہ یا موضوع نہیں بلکہ موضوع پرانا ہو سکتا ہے لیکن اس میں طریقہ تحقیق نیا ہونا چاہیے۔"[40]

vii. تحقیق کی ذہنی استعداد

موضوع کا انتخاب کرتے وقت محقق کو اپنی ذہنی استعداد ضرور پیش نظر رکھنی چاہیے۔ جیسا کہ عبد الحمید خان عباسی لکھتے ہیں:

"محقق نے تحقیق کے لیے جو مسئلہ انتخاب کیا ہے اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے جس فنی مہارت، قابلیت اور استعداد کی ضرورت ہو سکتی ہے وہ محقق میں ضرور موجود ہونی چاہیے۔"[41]

زاہد منیر نے موضوع کے انتخاب کے سلسلے میں کچھ مزید امور کو پیش نظر رکھنا ضروری قرار دیا ہے۔ ان کا ذکر کرنا افادہ سے خالی نہ ہو گا۔

"مقالات کی فہرستیں دیکھ کر معلوم کیا جائے کہ کن موضوعات پر تحقیق ہو چکی ہے اور اب کن موضوعات پر تحقیق کی ضرورت یا گنجائش ہے۔ مقالہ نگار تحقیقی کام کے لیے کتنا وقت نکال سکتا ہے؟ اپنے شہر یا دوسرے قریبی یا دور دراز واقع شہروں کے کتب خانوں، اساتذہ اور علمی و ادبی شخصیات سے

رجوع کے لیے وہ سفر کر سکتا ہے؟اس کے وسائل کیسے ہیں اور وہ کس قدر مشقت کر سکتا ہے؟مقالہ لکھنے کے لیے کتنی مدت میسر ہے؟"[42]

موضوع کے قابل تحقیق ہونے،اس کے معیار اور اس کی افادیت کا اندازہ ان سوالات کے ذریعے لگایا جاسکتا ہے۔

- کیاموضوع نیا ہے؟
- کیارائج طریقہ تحقیق سے مواد جمع ہو سکتا ہے؟
- کیااس مسئلے پر تحقیق محقق کے لیے ممکن ہے؟
- کیا محقق اسے کامیابی سے مکمل کر سکتا ہے؟
- کیامواد موجود ہے؟
- کون کون سے مسائل راہ میں آئیں گے؟
- کیا محقق ان مسائل کو حل کر سکے گا؟
- کیاپراجیکٹ کی تکمیل کے لیے وقت مقرر ہے اگر ایسا ہے تو کیاپراجیکٹ وقت پر مکمل ہو سکتا ہے؟
- کیا محقق اس مسئلے پر یا موضوع پر تحقیق کے لیے ذہنی طور پر آمادہ ہے۔[43]

ماہرین تحقیق کے نزدیک محقق کسی موضوع کو انتخاب کرنے کے بعد خود سے ان سوالات کے جوابات پوچھے،اگر وہ تمام سوالات کے جوابات ہاں میں دے تو موضوع کے حق میں فیصلہ کرلے اور ایک بار فیصلہ کرنے کے لیے بعد دوبارہ نہ سوچے صرف آگے بڑھے۔

2۔موضوع تحقیق کا خاکہ

خاکہ تحقیقی عمل کا دوسرا اہم مرحلہ ہے۔خاکہ بنانے کے بعد ذہنی طور پر مقالہ کی ایک ہیئت متعین ہو جاتی ہے۔ عبدالحمید خان عباسی "خاکہ "کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں:

"خاکہ کو عربی میں "خطۃ" اور انگریزی میں "Synopsis"کہتے ہیں۔اس لفظ کے لغوی معانی ہیں۔ایک ساتھ نظر ڈالنا"Syn"کے معنی"ایک ساتھ "اور"opsis"کے معنی"دیکھنا"کے ہیں۔ تحقیق کے لیے کسی منتخب موضوع کو ابواب،فصول اور مباحث وغیرہ میں تقسیم کر دیا جائے تو اسے خاکہ یعنیOutline کہاجائے گا۔"[44]

ڈاکٹر گیان چند خاکہ کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

"مکان بنانے سے پہلے کاغذ پر اس کا جو نقشہ بنایا جاتا ہے اور جسے Blue Print کہتے ہیں مقالے کا خاکہ بالکل وہی چیز ہے۔ کوئی بت تراش کسی چٹان میں سے مورتی تراشنے سے پہلے ذہن میں اس کی تصویر قائم کرتا ہے کاغذ پر بھی بنالیتا ہو یہ اس بت کا خاکہ ہے کوئی شخص ایک مکان چھوڑ کر دوسرے مکان میں منتقل ہوتا ہے تو شروع میں پورا سامان گھر میں فرش پر بکھیر دیتا ہے پھر وہ ذہن میں طے کرتا ہے کہ کون سی چیز کس کمرے میں، کس جگہ، کس الماری میں رکھی جائے گی اس کا یہ ذہنی فیصلہ اس کی ترتیب سامان کا خاکہ ہے۔"[45]

مصنف موصوف نے خاکہ بنانے کو ایک مسلسل عمل قرار دیتے ہوئے اس کی تیاری اور آخری قطعی شکل میں تین درج ذیل مراحل بیان کیے ہیں۔

نقش اول: کام شروع کرنے پر مواد کی فراہمی سے بھی پہلے۔

نقش ثانی: مواد کی فراہمی اور مطالعے کے بعد۔

نقش آخر: تسوید کے بعد۔[46]

ڈاکٹر محی الدین ہاشمی خاکہ تحقیق کو تحقیقی عمل کا نقشہ قرار دیتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

"خاکہ تحقیق ایسی دستاویز ہوتی ہے جس کے ذریعے محقق بتاتا ہے کہ وہ کیسے اور کن مراحل سے گزر کر کیا تحقیق کرے گا یہ تحقیقی عمل کا نقشہ ہوتا ہے جو نہ صرف تحقیق کروانے والے ادارہ اور محقق کے درمیان معاہدہ کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ تحقیق کے قابل عمل ہونے کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔"[47]

ڈاکٹر اسلم ادیب نے تحقیقی خاکہ کے درج ذیل اجزائے ترکیبی بیان کیے ہیں:

- تعارف
- بیان مسئلہ
- موضوع کی اہمیت اور وجہ انتخاب
- مقاصد تحقیق
- طریقہ تحقیق
- حدود کار
- اصطلاحات کی تشریح۔[48]

ڈاکٹر خالق داد ملک کے نزدیک خاکہ تحقیق صفحہ عنوان، مقدمہ، ابواب و فصول اور ان کے عنوانات اور مجوزہ مصادر و مراجع کی فہرست پر مشتمل ہونا چاہیے۔[49] ڈاکٹر افتخار احمد خان نے بھی اپنی کتاب اصول تحقیق میں انہی عناصر کا ذکر کیا ہے۔[50]

عبدالحمید خان عباسی کے نزدیک خاکہ درج ذیل معلومات کا حامل ہوتا ہے۔

- خاکے میں مسئلہ کا بیان، فرضیات اور ان سے ماخوذ نتائج درج کیے جاتے ہیں۔
- تحقیقی خاکے میں زیر تحقیق موضوع سے متعلق لٹریچر کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔
- خاکہ میں موضوع تحقیق کی اہمیت بیان کی جاتی ہے۔
- خاکے میں محقق اپنے طریقہ تحقیق کی وضاحت کرتا ہے۔[51]

ایم۔اے، ایم فل اور پی ایچ۔ڈی کے مقالوں کے خاکوں کے سلسلے میں پروفیسر محمد عارف لکھتے ہیں:

"پنجاب یونیورسٹی کی حد تک خاکہ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ پہلا حصہ نہ صرف جملوں پر مبنی ہوتا ہے بلکہ یہ مربوط عبارت کی شکل میں مقالے کا تعارف ہوتا ہے۔ عنوان کیا ہے؟ موضوع تحقیق کیا ہے؟ اس کی اہمیت کیا ہے؟ مفروضہ کیا ہے؟ تھیسس یا نتائج کیا ہیں؟ تحقیقی طریق کار کیا ہو گا؟ مقالے کی حدود کیا ہیں؟ دو تین صفحات میں ان سوالات کا معقول جواب دینا ہوتا ہے۔ دوسرا حصہ اشاروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کے بھی تین ضمنی حصے ہیں۔

- فہرست ابواب
- تفصیل ابواب
- عنوانات کے بارے مختصر اشاریے

اگر کتابیات کو بھی خاکے کا حصہ تصور کیا جائے تو حصوں کی تعداد چار ہو جاتی ہے۔"[52]

ڈاکٹر اسلم ادیب خاکہ کی تیاری کو تحقیق کا ایک اہم مرحلہ قرار دیتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

"تحقیقی منصوبے کا خاکہ تیار کرنا تحقیق کا ایک اہم مرحلہ ہے۔ اس سے تحقیق کی سمت، اہمیت اور معیار کا پتہ چلتا ہے نگران کو تحقیق کے دائرہ کار اور طریقہ کار کا ایک نظر میں جائزہ لینے کا موقع ملتا ہے نیز ایک دفعہ تحقیقی منصوبے کا خاکہ تیار ہو جائے اور اسے نگران یا متعلقہ ادارہ منظور کر لے تو تحقیق کے تمام مراحل اور راستوں کا تعین ہو جاتا ہے۔ اور محقق اسی خاکے کے مطابق مرحلہ وار کام کرتا رہتا ہے۔"[53]

ڈاکٹر محمد ہارون قادر مقالہ کی تسوید، مواد کی فراہمی اور چھان بین میں خاکہ کی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مقالے کی تسوید کا کام مناسب خاکے کے بغیر نہیں ہو پاتا لیکن موضوع کے انتخاب کے بعد تحقیق کا اپنے مقالے کے بنیادی اور نمایاں حصوں کو منطقی ترتیب سے الگ ضرور کر دیتا ہے تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ وہ قاری کو کیا کہنا چاہتا ہے مواد کی فراہمی اور چھان بین کرنے کے بعد مواد کو الگ الگ کرنے میں بھی اولین خاکہ ہی مدد دیتا ہے۔"[54]

ڈاکٹر محمد باقر خان خاکوانی نے خاکہ کو تحقیقی عمارت کا بنیادی نقشہ اور منصوبہ قرار دیا ہے۔[55]

جب خاکہ مکمل ہو جاتا ہے تو پیش کرنے پر اساتذہ کی ایک کمیٹی اس کا جائزہ لیتی ہے۔ وہ اس کو منظور یا مسترد کر سکتی ہے یا اس میں بعض تبدیلیاں کرنے کی تجویز دے سکتی ہے۔

3۔ متعلقہ مواد کا جائزہ

تحقیقی خاکہ کی منظوری کے بعد تیسرا مرحلہ متعلقہ مواد کا جائزہ ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ متعلقہ مواد کا کلی طور پر جائزہ ناممکن ہے کیونکہ جب علم کا خزانہ اتنا بڑھ گیا ہے تو ایک محقق کے لیے بہت مشکل ہے کہ وہ موجود تمام مواد کا جائزہ لے سکے اس لیے شروع میں ہی یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ متعلقہ مواد کا کلی طور پر جائزہ لینا ناممکن ہے ورنہ یہ بذات خود ایک تحقیقی موضوع بن جائے گا۔ اکثر محققین متعلقہ مواد کا واضح تصور ذہن میں نہ ہونے کی وجہ سے اکثر غیر متعلق مواد جمع کرتے رہتے ہیں اور تحقیق کے آخر میں جب انہیں غلطی کا احساس ہوتا ہے تو بہت سارا مواد ضائع کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے متعلقہ مواد کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔

ڈاکٹر اسلم ادیب متعلقہ مواد کے مفہوم کو یوں بیان کرتے ہیں:

"متعلقہ مواد سے مراد وہ پس منظر، تحقیقات، معلومات اور افکار و نظریات ہیں جو کسی بھی تحقیق کے ماضی اور موجودہ صورتحال کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ پس منظر اور زیر تحقیق موضوع پر ماہرین تعلیم کے افکار و نظریات اور خیالات کا موازنہ کر کے تحقیق کے ہر پہلو کو سمجھا جا سکتا ہے۔ اور متعلقہ مواد کے جائزے سے تحقیق کا منظر نامہ اس طرح سامنے آجاتا ہے کہ اس کے طریقہ تحقیق کا تعین ممکن ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ زیر تحقیق مسئلے یا موضوع کو سمجھنے اور اس کی گہرائی جاننے کا موقع ملتا ہے۔"[56]

4۔ حصول مواد و سائل

تحقیقی عمل کا دارومدار حقیقت میں مواد پر ہوتا ہے۔ مواد ہی محقق کے غور و فکر کی بنیاد ہے۔ جہاں تک حصول مواد کے عمل کا تعلق ہے تو محقق کو اس میں بہت زیادہ محتاط رہنا چاہیے۔ اگر موضوع کے اعتبار سے مفید مواد دستیاب نہیں ہوتا یا اس کو کسی وجہ سے نظر انداز کر دیا جاتا ہے تو تحقیقی عمل کی تکمیل دشوار ہو جاتی ہے اور اس کے نتائج مشکوک رہتے ہیں۔

عبدالحمید خان عباسی لکھتے ہیں:

"تحقیقی منصوبہ سے متعلقہ مواد کی فراہمی یا اس کا حصول ایک اہم منزل ہوتی ہے جس تک رسائی حاصل کرنا ہر لحاظ سے ضروری ہوتا ہے اس منزل تک پہنچنے کے راستہ میں محقق کو متعدد مشکلات اور روکاوٹوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ انھیں وہ ذاتی قوت اور ارادہ کی پختگی کی بناء پر باآسانی عبور کر لیتا ہے،

ایک بیدار مغز، مخلص اور اپنے کام سے لگاؤ رکھنے والا محقق ہر صورت میں کوشش کرتا ہے کہ جہاں کسی سے مواد دستیاب ہو سکے حاصل کیا جائے۔"[57]

مواد کی فراہمی میں محقق کو بہت زیادہ محتاط ہونا چاہیے اگر موضوع کے اعتبار سے مفید مواد دستیاب نہیں ہوتا تو تحقیقی عمل کی تکمیل مشکل ہو جاتی ہے۔ مواد کی فراہمی میں صرف حقائق جمع کرنا ہی شامل نہیں ہے بلکہ فراہمی کے ساتھ ساتھ ضروری اور بااعتماد مواد کا انتخاب بھی ناگزیر ہے اس سلسلے میں رچرڈ ایلٹک لکھتے ہیں:

"Researchers must be careful to use only the most dependable text of a literary work or a private or public document."[58]

ڈاکٹر محی الدین ہاشمی اسی سیاق میں رقمطراز ہیں:

"محقق کو مواد کے حصول میں نہایت محتاط اور حساس ہونا پڑتا ہے بسا اوقات موضوع سے متعلق عمومی نوعیت کے نکتہ سے بھی بہت بڑے علمی خزانے کے ہاتھ آنے کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔ اس لئے اپنے موضوع پر ہونے والی ہر طرح کی علمی و تحقیقی سرگرمیوں کو پیش نظر رکھتا ہے اور جہاں کہیں اس کا مطلوبہ مواد میسر آئے اسے حاصل کرنے میں پوری تگ و دو کرتا ہے۔ محقق کو موضوع کے اعتبار سے مفید مواد کے حصول کے لئے حریص ہونا چاہیے مفید مواد یہاں بھی ملے اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ محقق کو اپنے موضوع سے متعلق مواد کے حصول کے لئے شہد کی مکھی کی طرح محنتی ہونا چاہیے اور جہاں سے بھی کچھ نکات میسر آئے انہیں جمع کرتا رہنا چاہیے۔"[59]

فن تحقیق کے ماہرین نے حصول مواد کے درج ذیل وسائل کی نشاندہی کی ہے۔

- لائبریریاں
- کتب
- رسائل و جرائد
- حلقہ عمل
- عوام
- انٹرنیٹ
- ملاقاتیں
- مراسلت کے ذریعے استفسار / سوالنامے۔[60]

5۔ مطالعہ اور نوٹ لینا

اس مرحلہ پر محقق کو چاہیے کہ وہ اپنے موضوع سے متعلق کتابیں پڑھنی شروع کر دے۔ محقق کو اپنے موضوع سے متعلق ہر ممکن الحصول تحریر پڑھنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ اس کے بغیر اپنے مقالہ میں جدت پیدا نہیں کر سکتا۔ پی ایچ ڈی کے امیدوار کو ایک محدود وقت میں مقالہ تیار کرنا ہوتا ہے۔ عام محقق کو بھی وقت کی قدر و قیمت کا احساس ہوتا ہے۔ اس لیے پڑھنے کی رفتار تیز ہونی چاہیے۔ اس ضمن میں مولانا شبلی نعمانی کے انداز مطالعہ سے رہنمائی لی جا سکتی ہے۔

سید سلمان ندوی بیان کرتے ہیں:

"مطالعہ کا طریقہ یہ تھا کہ کوئی کتاب اول سے آخر تک نہیں پڑھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ اگر یہ طریقہ اختیار کروں تو ایک ہی کتاب میں الجھ کر رہ جاؤں۔ بے ترتیبی کے ساتھ اوراق الٹتے پلٹتے رہتے تھے اور نہایت سرعت کے ساتھ مطالعہ کرتے تھے۔ لیکن بایں ہمہ کتاب میں جو بہترین معلومات ہوتی ہیں ان پر نگاہ پڑ جاتی اور ان معلومات پر اس قدر حاوی ہو جاتے کہ کتاب پر ریویو کرنے کے لیے بالکل تیار ہو جاتے۔"[61]

ڈاکٹر محمد باقر خاکوانی مطالعہ کی اہمیت میں لکھتے ہیں:

"مطالعہ کی قدرت، تحریر کیے ہوئے افکار و نظریات کو ہضم کرنا ایک فن ہے جس سے بہت کم لوگ واقف ہیں اگر طالب علم اپنا وقت، محنت اور غور خوض سے مطالعہ میں صرف کرے تو یہ عمدہ کاوش ہے۔"[62]

نوٹ لینا:

اچھے مقالہ کی تیاری کے لیے محتاط، صحیح اور مکمل نوٹ ضروری ہیں۔ خاکہ میں عنوانات قائم کرنا سب سے پہلی شرط ہے۔ انہی عنوانات کے مطابق محقق نوٹ لینا شروع کر دے۔ خاکہ بنانے، سرخیاں قائم کرنے اور نوٹ لینے میں گہرا تعلق ہے۔ مناسب نوٹ کے بغیر مقالہ میں منطقی ترتیب، محکم استدلال اور سلیس و خوشگوار تحریر ممکن نہیں۔

نوٹ لینے کے مختلف طریقے ہیں۔ جیسا کہ عبدالرزاق قریشی لکھتے ہیں:

"نوٹ مختلف طریقوں کے لئے جاسکتے ہیں مثلاً مصنف کی اصل عبارت (اقتباس)، یا مصنف کی عبارت یا عبارت کے مفہوم کے ساتھ ساتھ اگر ضرورت ہو تو محقق اپنی رائے بھی مختصراً لکھتا جائے۔"[63]

نوٹ لکھنے کے ضمن میں پروفیسر محمد عارف لکھتے ہیں:

- کوئی بھی قابل قدر معلومات نہ چھوڑیں۔
- اپنے موضوع کے حوالے سے ایک بھی نقطہ نگاہ نظر انداز نہ کریں۔

نوٹ لینے کے تین بنیادی مقاصد ہیں۔

- عمومی مفہوم قلمبند کرنا، جو بعد ازاں، مقالے کی ریڑھ کی ہڈی ثابت ہو۔
- خصوصی معلومات کا اندراج، جن سے عمومی مفہوم کی تائید ہو۔
- حرف بہ حرف مصادر سے اقتباس محفوظ کرنا کیونکہ بعد ازاں مقالے میں حرف حرف آپ نقل کرنا چاہیں گے۔"[64]

6۔ مواد کی پرکھ اور حزم و احتیاط:

مواد جمع کرنے کے بعد محقق مواد کی جانچ پرکھ کرتا ہے۔ جانچ پڑتال کے اصول قرآن و حدیث کے عطا کردہ ہیں۔

" یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا "[65]

"اے ایمان والو! اگر تمھارے پاس کوئی فاسق کوئی خبرے کر آئے تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو۔"

اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا:

" كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ "[66]

" آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات آگے بیان کر دے۔"

اس سے ثابت ہوا کہ قرآن و حدیث دونوں نے جانچ پرکھ کی ہدایت فرمائی ہے جس کے پیش نظر مسلمان ہر دور میں حفاظت و تدوین حدیث کے عمل میں محتاط رہے اور اسی محتاط رویے کی بدولت مختلف علوم حدیث معرض وجود میں آئے اور سند کی تفتیش کا آغاز ہوا جیسا امام مسلم اپنی صحیح کے مقدمہ میں محمد بن سیرین سے نقل کرتے ہیں:

"لم يكونوا يسالون عن الاسناد فلما وقعت الفتنة قالواسّمو النار جا لكم فينظر الى اہل السنة فيوخذ حديثهم و ينظر الى اهل البدع فلا يو خذ حديثهم ۔"[67]

اسلام میں حدیث کی جانچ کے لیے جو اصول بتائے گئے ہیں وہ تحقیق صحت طے کرنے کے لیے بھی مثالی کسوٹی مانے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر گیان چند مواد کی پرکھ کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

" ہر تحقیق سے پہلے کچھ تحقیق موجود ہوتی ہے بعد کے تحقیق کار کو ماضی کی تحقیق یعنی پہلے سے موجود مواد کو پرکھنا، پھٹکنا اور جاننا ہوتا ہے۔ مواد کی فراہمی اور تسوید کے درمیان کی منزل ہے مواد کا جائزہ لینا، یا یہ اعتبار متعین کرنا اور تصحیح کرنا یہی تحقیق کا مرکزی کام ہے۔"[68]

ڈاکٹر افتخار احمد خان مواد کی جانچ پرکھ کو بہت ضروری قرار دیتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

"مواد کی جمع آوری کے بعد جانچ پڑتال اور پرکھ بہت ہی ضروری ہے کیونکہ تحقیق کے مستند، غیر مستند ہونے اور قدر و قیمت کا انحصار اسی پر ہے اس لیے محقق پر لازم ہے کہ وہ جمع کردہ مواد کا بڑی باریک بینی اور دقت رسی سے جائزہ لے تاکہ اس کی یہ علمی کاوش عمدہ اور بہتر شکل میں سامنے آئے۔"[69]

7۔ترتیب مواد

مواد کی جانچ پرکھ کے بعد محقق مواد کو ترتیب دیتا ہے۔ اس مرحلہ پر محقق کو انتہائی محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ جیسا کہ عبد الرزاق قریشی لکھتے ہیں:

"جس طرح نوٹ لیتے وقت باقاعدگی اور احتیاط کا خیال رکھا گیا تھا۔ اسی طرح انہیں ترتیب دیتے وقت بھی باقاعدگی اور احتیاط ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ جس کام میں تنظیم و ترتیب ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ خاطر خواہ و خوشگوار ہوتا ہے۔"[70]

ڈاکٹر افتخار احمد خان اسی سیاق میں رقمطراز ہیں:

"یہ مرحلہ بہت اہمیت کا حامل ہے اس لیے محقق حزم و احتیاط سے کام لے اور تمام جمع شدہ مواد کی کانٹ چھانٹ بڑی توجہ اور محنت سے کرے، غیر ضروری مواد الگ کر دے تاکہ موضوع سے متعلقہ، مناسبت اور مطابقت رکھنے والے مواد کو بطریق احسن ترتیب دیا جاسکے۔"[71]

8۔مقالہ کی تسوید:

تسوید سے مراد ہے مقالہ کا پہلا مسودہ تیار کرنا۔ ترتیب مواد کے بعد مقالہ لکھنے کا مرحلہ آتا ہے۔ ڈاکٹر جمیل احمد جالبی نے لکھنے سے پہلے چار کام ضروری قرار دیئے ہیں۔

- موضوع سے پوری واقفیت
- محقق کے وجود میں اظہار کی بے چینی
- غور و فکر کے بعد نقطہ نظر کا تعین
- وضاحت کے لیے حوالوں کا اجتماع و ترتیب۔[72]

مواد کی تلاش، چھان بین اور ترتیب کے ساتھ ساتھ تسوید مقالہ کے لیے بھی محنت اور دیانت درکار ہے۔ عبد الحمید خان عباسی اسی سیاق میں لکھتے ہیں:

"تسوید مقالہ تحقیقی عمل کا بہت اہم مرحلہ ہوتا ہے۔ یہاں محقق کو اپنے موضوع سے متعلقہ مرتب شدہ مواد کو استعمال کرنا ہوتا ہے۔ مواد کی چھان بین اور ترتیب میں جس محنت اور دقت نظر کا ثبوت دیا گیا مقالہ کی تسوید میں بھی اس کا اہتمام ضروری ہے۔"[73]

ڈاکٹر گیان چند تسوید کو ایک محنت طلب مرحلہ قرار دیتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

"مواد اکٹھا کرنا، نوٹ لینا اور مواد کی پرکھ تحقیق کا مخصوص عمل ہے لیکن ان سب کے بعد جب تسوید کی منزل آتی ہے تو محقق کے ذھن کو بھی اسی تخلیقی کرب سے دوچار ہونا پڑتا ہے جس سے تخلیق کار کو۔ یہ بات نہیں کیونکہ تحقیق غیر جذباتی عمل ہے۔ اس لیے محقق جب چاہے، معمار کے دیوار تعمیر کرنے کی طرح یکایک مقالہ لکھنے بیٹھ جائے، کبھی بھی اٹھ جائے اور پھر لکھنے لگ جائے ایسا نہیں ہوتا

بلکہ اسے سپرد قلم کرنے کے لیے بھی اسی طرح تحریک کی ضرورت ہوتی ہے، موڈ بنانا ہوتا ہے جیسے تخلیق کاری کے لئے۔"[74]

ڈاکٹر خالق داد ملک نے بھی تسوید کو مقالہ کی تیاری میں اہم مرحلہ قرار دیا ہے۔[75]

پروفیسر محمد عارف نے طریق تسوید کے لیے تین ہدایات دی ہیں۔

"اولاً یہ کہ دوسطروں کے درمیان اتنی جگہ رکھیں کہ بعد ازاں، تبدیلی یا اضافہ وہاں رقم ہو سکے۔ یہ خالی جگہ دوسطروں کے برابر ہونی چاہیے۔ ثانیاً اپنے نوٹ کارڈوں میں درج اقتباس، سلیس یا تلخیص نقل کرنے کی وجہ سے اپنی رفتار کم نہ کریں جہاں کارڈ میں درج عبارت کا محل ہو، وہاں یادداشت کے لیے لکھ دیں "کارڈ سے نقل کریں" یا "کارڈ ملاحظہ کریں۔" دوسری صورت یہ ہے کہ تسویدی مرحلے سے پہلے آپ اپنے تمام نوٹ کارڈ فوٹو سٹیٹ کرالیں، بعد ازاں، موقع محل کے مطابق انھیں چسپاں کرتے جائیں۔ آخری بات یاد رکھیے! استعمال ہونے والے نوٹ کا مختصر حوالہ حاشیہ میں درج کرنا مت بھولیے۔ نوٹ خواہ اقتباس ہو، یا سلیس ہو، یا تلخیص پر مشتمل ہو۔ آپ مصنف کے نام اور کتاب کے عنوان کے لیے ایک دو کلیدی الفاظ صفحہ نمبر سمیت درج کرلیں۔ اگر اس موقع پہ اندراج بھول گئے تو بعد ازاں آپ سے حوالے کی فروگذاشت سرزد ہو جائے گی"۔[76]

9-تسوید ثانی

تسوید ثانی، تسوید اول اور تبییض کے درمیان کا مرحلہ ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں:

"مقالے کی تسوید پہلا مسودہ تیار کرنا ہے۔ اس کے بعد نظر ثانی یا دہرانے کی منزل آتی ہے۔ دہرانے کا یہ عمل ایک سے زیادہ بار بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ بہر حال دہرانے کا عمل جتنی بار بھی کیا جائے یہ تسوید اور تبییض کے درمیان کا پل ہے۔"[77]

اس مرحلہ میں درج ذیل پہلوؤں کو پیں نظر رکھا جاتا ہے:

- حذف واضافہ کیا جاتا ہے۔
- مواد کو اچھی طرح سے مرتب کیا جاتا ہے۔
- حقائق اور حوالہ جات کی جانچ پرکھ کی جاتی ہے۔
- زبان کی تصحیح کی جاتی ہے۔[78]

پروفیسر محمد عارف کے نزدیک اس موقع پر محقق کو ایک سخت گیر ناقد بن کر تمام مواد کی جانچ پرکھ کرنی ہوگی۔ جیسا کہ وہ بیان کرتے ہیں:

"جب ایک مرتبہ آپ نے خاکے کو ابتدائی مضمون کا روپ دے دیا تو آپ کے کام کی نوعیت بنیادی طور پر بدل گئی۔ اب آپ نے اپنا ہی سخت گیر ناقد بن جانا ہے اپنی تحریر کو بغور یوں پڑھیں جیسے غیر کی نگارش پہلی مرتبہ پڑھ رہے ہوں۔ تاکہ آپ ان حصوں کو جان سکیں، جن کا سلسلہ ابلاغ موثر ترین ہے اور ان گوشوں کو بھی پہچان لیں، جن کا حال پتلا ہے یا بس وہ بے حال ہیں۔ پھر آپ مصنف بن کر کمزور حصوں کو از سر نو لکھیں اور اگر ضروری ہے تو تنظیم نو کریں تاکہ یہ بھی بہترین حصوں کے ہم پلہ اور ہم آہنگ ہو جائیں۔ آخر میں آپ اپنے مضمون کو بنظر غائر دیکھیں تاکہ ہجے، رموز و اوقاف یا دیگر میکانکی تقاضے پورے کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہو"۔[79]

10۔ تبئیض

تبئیض مقالہ کی تکمیل ہے۔ تبئیض کے بعد مقالہ جو روپ لیتا ہے اسے مبیضہ کہتے ہیں۔ بعد ازاں یہ کمپوزنگ اور جلد بندی کے بعد مطبوعہ کتاب کی شکل میں قارئین کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ پروفیسر محمد عارف مقالہ کو ہاتھ سے لکھنے کی بجائے ٹائپ کروانے کی تجویز دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سب سے پہلے تو بہر صورت مقالہ ٹائپ کریں۔ اکثر نگران ٹائپ شدہ مقالہ ہی طلب کرتے ہیں۔ تاہم آپ کو ہاتھ سے لکھنے کی رعایت بھی میسر ہو اور یقیناً آپ کی لکھائی مثالی حد تک صاف ستھری اور پڑھنے میں آسان ہو تو بھی دانش مندی کا تقاضا یہی ہے کہ اپنے مقالے کو ٹائپ کریں۔"[80]

11-زبانی امتحان

مقالہ کے معیار کے تعین کا آخری مرحلہ زبانی امتحان ہے۔ جیسا کہ عبدالحمید خان عباسی لکھتے ہیں:

"سندی تحقیق کے لیے جو مقالہ لکھا جاتا ہے۔ اس کی آخری منزل زبانی امتحان ہوتی ہے۔ کسی بھی مقالہ کے معیاری، غیر معیاری ہونے کا پتہ زبانی امتحان کے دوران چل جاتا ہے۔"[81]

ڈاکٹر باقر خان خاکوانی کے نزدیک:

"زبانی امتحان کے لئے بلائے گئے ممتحن مقالہ کے بارے میں سوالات لکھ کر لاتے ہیں اور محقق / مقالہ نگار کو علمی طور پر ممتحن کو مطمئن کرنا ہوتا ہے۔"[82]

خلاصہ بحث

مضمون ہذا میں تحقیقی مقالہ کا مفہوم اور اس سے متعلق اہم مباحث زیر بحث لائے گئے ہیں۔ بی ایس، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے طلبا کو تحقیقی مقالہ لکھنے کے لیے بیان کردہ تمام مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس لیے محقق کو تحقیق کے اصول وضوابط اور متعلقہ تمام مراحل سے آگاہ ہونا چاہیے تاکہ بعد ازاں ایسے کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور وہ اپنے تحقیقی کام کو منظم اور مرتب انداز سے سرانجام دے سکے۔

فہرست مصادر

---

[1]Muhammad Reza Hafezina, Dr, an Introduction to the Research Methodoly in Humanities, Gora Publishers, the Edition 1st, 1996 , p: 18

[2] ابن منظور، ابو الفضل، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت لبنان، س ن، مادہ: ق

[3] The New Lexicon Webster's Dictionary of the English Language Lexicon Publications, New York,1989, p: 978

[4] William T- McLeod, The New Collin concise Dictionary of the English language, Collins London & Glasgow, 1986, p: 846

[5]عبد الحمید خان عباسی، اصول تحقیق، نیشنل بک فاؤنڈیشن وزارت تعلیم، اسلام آباد، طبع اول، ۲۰۰۳ء، ص:۷۶

[6]اعجاز راہی، تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، ۱۹۸۶ء، ص:۱۴۷

[7]اصول تحقیق، شعبہ فکر اسلامی، تاریخ وثقافت، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ۲۰۱۹ء، ص: ۷

[8]تعلیمی تحقیق، اردو سائنس بورڈ، لاہور، س-ن، ص:۱۰

[9]گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع سوم، ۲۰۰۳ء، ص:۱۳

[10]ابجد تحقیق، گنج شکر، پریس کلب لاہور، ۲۰۲۵ء، ص:۱

[11]ماخوذ از عبد الحمید خان عباسی، اصول تحقیق، ص:۱۰۸-۱۱۲؛ ڈاکٹر محی الدین ہاشمی، اصول تحقیق، ص:۱۸-۲۱؛ سراج الاسلام حنیف، اصول بحث و تحقیق علوم شرعیہ، دار القران والسنۃ، مرادن، ص:۴۸-۶۲

[12] ماخوذ از عبدالحمید خان عباسی، اصول تحقیق، ص:۱۱۲-۱۱۶، ڈاکٹر محی الدین ہاشمی، اصول تحقیق، ص:۱۸-۲۱؛ سراج الاسلام حنیف، اصول بحث و تحقیق علوم شرعیہ، ص:۶۳-۷۳؛ خالق داد ملک، تحقیق و تدوین کا طریقہ کار، اورینٹل بکس لاہور، ۲۰۱۳، طبع دوم، ص:۵۱-۵۵

[13] تحقیق کا فن، ص:۵۹

[14] کیف تکتب رسالۃ او بحثا، مکتبہ النھضۃ المصریہ، القاہرہ، ۱۹۹۰ء، ص: ۱۳

[15] اصول تحقیق، ص:۱۳

[16] مقالہ کیسے لکھیں، الغنی پبلشرز، کراچی، ۲۰۲۴ء، ص:۵

[17] ماخوذ از عبدالحمید خان عباسی، اصول تحقیق، ص:۲۹۷-۳۰۴، ڈاکٹر افتخار احمد خان، اصول تحقیق، شمع بکس فیصل آباد، ص:۱۱۷

[18] عبدالحمید خان عباسی، اصول تحقیق،، ص:۳۰۷-۳۱۰، ڈاکٹر محی الدین ہاشمی، اصول تحقیق، ص:۳۳-۳۶

[19] تحقیق و تدوین کا طریقہ کار، ص:۷۵

[20] الحج، ۵:۲۲

[21] اسلامی اصول تحقیق، ادارہ مطبوعات اسلامی، طبع دوم، ۲۰۱۵، ص:۳۲۴

[22] اصول تحقیق، ص:۱۲۱

[23] ادبی تحقیق کے اصول، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۳ء، ص:۵۴

[24] تحقیق و تدوین کا طریقہ کار، ص:۷۶

[25] اصول تحقیق، ص:۵۱

[26] اصول تحقیق جدید ریسرچ کے اصول و ضوابط، پورب اکادمی، اسلام آباد، ص:۲۸

[27] محمد عارف پروفیسر، تحقیقی مقالہ نگاری، ادارہ تالیف و ترجمہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، طبع اول، ۱۹۹۹ء، ص:۳۵

[28] اصول تحقیق، ص:۱۲۱

[29] تحقیق کا فن، ص:۷۷

[30] تحقیق کی بنیادیں، بیکن بکس لاہور، طبع اول، ۲۰۰۷ء، ص:۶۷

[31] ابجد تحقیق، ص:۵۱

[32] تحقیق تدوین کا طریقہ کار، ص:۷۹

[33] عطش درانی، ڈاکٹر، جدید رسمیات تحقیق، اردو سائنس بورڈ، لاہور، طبع اول، ۲۰۰۵ء، ص:۱۰۰

[34] مبادیات تحقیق، خان بک کمپنی لاہور، س-ن، ص:۳۱

35 اصول تحقیق، ص:۱۲۲

36 تحقیق کا فن، ص:۷۹

37 تحقیق کا فن، ص:۷۹

38 اصول تحقیق، ص:۲۶

39 مبادیات تحقیق، ص:۳۴

40 تحقیق کی بنیادیں، ص:۶۴

41 اصول تحقیق، ص:۱۲۲

42 رفاقت علی، شاھد، تحقیق شناسی، القمر انٹر پرائزز، اردو بازار لاہور، طبع اول، ۲۰۰۳ء، ص:۱۱۴-۱۱۵

43 تحقیق کی بنیادیں، ص:۶۴

44 اصول تحقیق، ص:۱۲۵

45 تحقیق کا فن، ص:۱۰۶

46 تحقیق کا فن، ص:۱۰۸

47 اصول تحقیق، ص:۲۶-۲۷

48 تحقیق کی بنیادیں، ص:۷۶

49 تحقیق و تدوین کا طریقہ کار، ص:۸۹-۹۱

50 اصول تحقیق، ص:۴۰-۴۱

51 اصول تحقیق، ص:۱۲۷-۱۲۹

52 تحقیقی مقالہ نگاری، ص: ۲۸۰

53 تحقیق کی بنیادیں، ص:۷۵

54 ابجد تحقیق، ص: ۸۶

55 اسلامی اصول تحقیق، ص:۲۵۲

56 تحقیق کی بنیادیں، ص:۹۰

57 اصول تحقیق، ص:۱۷۱

58 The art of literary research (Revised Edition) W.W Norton & Company Inc. New York, 1975, P:126

59 اصول تحقیق، ص: ۴۷-۴۸

[60] عبدالحمید خان عباسی، اصول تحقیق، ص:۱۷۱-۱۷۲ تحقیق کا فن، ص:۱۴۱

[61] ندوی، سلیمان، سید، حیات شبلی، دار المصنفین، اعظم گڑھ، ۱۹۴۳ء، ص:۸۲۷

[62] اسلامی اصول تحقیق، ص:۲۱۶

[63] مبادیات تحقیق، ص:۴۸

[64] تحقیقی مقالہ نگاری، ص:۱۷۵

[65] الحجرات، ۶:۴۹

[66] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعۃ الاولی، ۱۴۲۰ء، کتاب الادب، باب: التشدید فی الکذب، (۴۹۹۲)

[67] مسلم بن حجاج، الصحیح مسلم، رئاسۃ ادارۃ البحوث العلمیۃ بالمملکۃ العربیۃ السعودۃ، ۱۴۰۰ء، ۱/۱۵

[68] تحقیق کا فن، ص:۱۸۸

[69] اصول تحقیق، ص:۹۴

[70] مبادیات تحقیق، ص:۵۰

[71] اصول تحقیق، ص:۱۰۱

[72] تنقیدی و تحقیقی موضوعات پر لکھنے کے اصول، ورڈویژن پبلشرز اسلام آباد، ۲۰۰۱، ص:۶۴

[73] اصول تحقیق، ص:۲۹۹

[74] تحقیق کا فن، ص:۲۱۶

[75] تحقیق و تدوین کا طریقہ کار، ص:۱۳۳

[76] تحقیقی مقالہ نگاری، ص:۲۹۰-۲۹۱

[77] تحقیق کا فن، ص:۲۶۴

[78] تحقیق کا فن، ص:۲۶۴-۲۶۵

[79] تحقیقی مقالہ نگاری، ص: ۲۹۳

[80] تحقیقی مقالہ نگاری، ص: ۳۸۵

[81] اصول تحقیق، ص:۳۱۰

[82] اسلامی اصول تحقیق، ص:۳۲۴